

محمد عبید اللہ خاں صاحب عقیقہ

عقیقہ اور قربانی کی شرعی حیثیت

بِسلسلہ

کیس اسلام میں قربانی جائز ہے

ہمارے فاضل دوست حضرت مولانا محمد عبید اللہ خاں صاحب عقیقہ مدد سے اور علم و تحقیق کے میدان میں منفرد مقام رکھتے ہیں۔ وسعت مطالعہ اور استحضار کا یہ عالم ہے کہ جب قلم اٹھاتے ہیں تو متعلقہ موضوع کا کوئی گوشہ تشہ نہیں رہنے دیتے، کتاب و سنت پر انکی نگاہ بہت گہری ہے۔ صحابہؓ تابعینؓ اور فقہائے امت کے افکار نظریات اور اقوال کے عمل اور اطلاقات سے خوب واقف ہیں زیر نظر مضمون پر بھی موضوع نے قلم اٹھا کر حسب روایات تحقیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ ترجمان الحدیث کے آپے دیرینہ کرم فرما جس کے لیے ادارہ انے کا خصوصی شکر گزار ہے۔

(زبیدی)

جو اسلامی نظام کا نفاذ نہیں چاہتے، تشکیل پاکستان کے کچھ عرصہ بعد سے ملک میں اسلام دشمن گروہوں نے آپس میں اس امر کے لیے گٹھ جوڑ کر لیا ہے۔ اور اس کے لیے مسلسل پروپیگنڈا شروع کر رکھا ہے کہ ملک میں اسلامی قانون نافذ نہ ہو۔ وہ تین گروہ یہ ہیں۔

۱۔ کمیونسٹ ۲۔ منکرین حدیث و بدویز پارٹی ۳۔ مرزائی

یہ تینوں ٹولے اسلامی نظام اور اس کی تعدی پابندیوں اور اخلاقی اصولوں سے لڑنا اور جڑاں ہیں۔ انہیں قطعاً گوارا نہیں کہ پاکستان میں کوئی ایسا نظام زندگی قائم ہو جو خالص کتاب و سنت پر مبنی ہو۔ ان کو یہ حقیقت اچھی طرح معلوم ہے کہ پاکستان کے مسلمان اپنی تمام تر عملی کمزوریوں کے باوصف اسلامی نظام زندگی اور کتاب و سنت کے ساتھ بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ اس لیے یہ تینوں ٹولے اسلامی عقائد اور احکام کا برملا انکار کرنے کی

اپنے اندر ہمت نہیں پاتے۔ بلکہ اسلامی عقائد و اعمال پر مختلف بہانوں سے حملہ کرتے ہیں۔ اور ان کی اہمیت گھٹانے میں کوشاں اور ان کا مذاق اڑانے میں جتے ہوئے ہیں پاکستان کا خواندہ طبقہ مرزائیوں کے علم کلام اور طریقہ واردات سے اب ناواقف نہیں رہا۔ لیکن انہیں یہ پتہ نہیں کہ کمیونسٹ اور پرویز پارٹی مرزائیوں سے بھی زیادہ نقصان دہ ہے۔ کیا عقیقہ جاہلی رسم ہے؟ جن مسائل شرعیہ کو ان دونوں نے اپنی مرموعہ تحقیق و تیسیر کی کماج گاہ بنا رکھا ہے ان میں عقیقہ اور قربانی کے مسئلے بھی شامل ہیں ان نام نہاد محققین کی تحقیق کا ماحصل یہ ہے کہ عقیقہ جاہلی رسم ہے عید قربان کے موقع پر قربانی کا اہتمام کرنا معاذ اللہ قومی اموال کا بے محابا منیاع ہے اور قومی دولت کا یہ اسراف ان کے مطابق قومی خیانت کا ارتکاب ہے۔ جہاں تک اس تحقیق زدہ لوگوں کے دلائل کی معقولیت کا تعلق ہے۔ تو حقیقت یہ ہے کہ مرزائی ٹولے کی طرح ان کے ہاں بھی بس چند مغالطے اور مفروضے ہیں جنہیں تنگ مہرچ لگا کر پیش کرتے رہتے ہیں۔

چنانچہ اسی طرح کا ایک مضمون ۱۳ اکتوبر ۱۹۸۴ء کے روزنامہ جنگ لاہور میں ”کیا عقیقہ دورِ جہالت کی رسم تھی“ کے عنوان سے جناب ایم اشرف صاحب اعظم کلاہتہ مڈکٹ کا شائع ہوا ہے جو دراصل جناب پروفیسر رفیع اللہ شہاب کے ایک انگریزی مضمون کا اردو ترجمہ ہے۔ جو گزشتہ سال پاکستان ٹائمز میں شائع ہوا تھا۔ چونکہ اس مضمون میں عقیقہ کے عدم جواز کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ایک غلط فتویٰ کی آڑ لے کر قربانی جیسے مسلمہ شعار اسلام اور چار ہزار سال سے رائج سنت متواتر کی اہمیت اور مشروعیت کو چیلنج کر کے ملت اسلامیہ پاکستان کے ذہنوں میں تشکیک کا زہر گھونلنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس سینے بہت سے احباب نے ہمیں اس مضمون کے تراشے اور فوٹو اسٹیٹ بھیج کر اس کا تحقیقی اور علمی جائزہ لینے کی فرمائشیں کی ہیں۔ مزید برآں جنگ کے ادارتی نوٹ میں بھی اس موقف پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی ہے۔ چنانچہ پیش نظر مقالہ میں اسی مضمون کا تحقیقی اور علمی جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ واللہ العالی۔

وجہ مغالطہ ۱۔ پروفیسر رفیع اللہ صاحب کے مترجم ایم اشرف صاحب لکھتے ہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کی روشنی میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا کہ لوط کے یا لوطی کی پیدائش پر کوئی قربانی نہیں ہوگی بدائع الصنائع ج ۱۲ ۷۵۔

جواب : امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب یہ فتویٰ بوجہ غلط ہے ۔

احناف کا نظریہ عقیقہ سنت ثابتہ ہے ۔ ۱۔ وجہ اول ۔ یہ کہ اگرچہ امام حسن بصری

امام لیث بن سعد ، داؤد ظاہری ، ابن حزم ، ابو زناد اور ایک روایت کے مطابق امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک عقیقہ واجب ہے ۔ لیکن فقہاء محدثین جمہور علماء امت اور ائمہ اہل بیت کے نزدیک عقیقہ سنت ہے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۹ ص ۵۰ ، محل ابن حزم ج ۷ ص ۵۲۸ و سبل السلام ج ۴ ص ۹۷ اور نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۵۰ ۔

ہمارے نزدیک جمہور کا مذہب ہی صحیح ہے کہ احادیث صحیحہ ثابتہ سے عقیقہ کا سنت ہونا متبادر ہے ۔ (احادیث ملاحظہ فرمائیے) ۔

عقیقہ اور احادیث

۱۔ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے ہر لڑکے کے ساتھ اس کا عقیقہ لگا ہوا ہے ۔ لہذا اس کی طرف سے عقیقہ کرو اور اس کے بال بناؤ ۔ صحیح بخاری باب اماطة اللؤلؤ عن الصبی فی العقیقہ ج ۲ ص ۸۲۲ جامع الترمذی مع تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۴۲۳ و ابو داؤد مع شرح عون المعبود ج ۳ ص ۶۶۱ علی ابن حزم ج ۷ ص ۵۲۴ ، نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۴۹ ۔

۲۔ سمرۃ بن جندب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بچہ اپنے اپنے عقیقہ میں مرہوں (گردی) ہوتا ہے ۔ اس کی ولادت کے ساتویں روز اس کا عقیقہ کیا جائے اور اس کا نام رکھا جائے ۔ رواۃ احمد والاسبعة وصحیحہ الترمذی ، سبل السلام ج ۴ ص ۹۸ ، نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۴۹ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح تحفۃ الاحوذی ج ۲ ص ۳۲۴ ۔

۳۔ لڑکا اور لڑکی کے عقیقہ کی تفصیل :- ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضو کو فرمایا کہ لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکری فربج کرنی چاہیے ۔ امام ترمذی فرماتے ہیں اس باب میں حضرت علی رضی اللہ عنہ ، ام کرز ، بریدہ ، بسرہ ، ابو صریرہ ، عبد اللہ بن عمر ، انس ، سلمان اور ابن عباس سے بھی احادیث منقول ہیں ۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث حسن اور صحیح ہے ۔ تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی ج ۲ ص ۳۲۴ ، سبل السلام مشروح بدو الخ المرام ج ۴

لے فتح الباری ج ۹ ص ۵۰۷ و علی ابن حزم ج ۷ ص ۵۲۹ ۔

ص ۹۷ اور نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۴۹۔

۴۔ حضرت ام کز کعبہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عقیقہ کے بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی جانب سے ایک ذبح کرنی ہوگی خواہ عقیقہ کے مویشی مذکر ہوں یا مونث دونوں چائز ہیں۔ راوہ احمد والترمذی وصحیح، نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۴۹ عون المعبود ج ۳ ص ۶۶ و تحفہ الاحوذی ج ۲ ص ۲۶۲ و سبل السلام ج ۲ ص ۹۸۔

اول اور دوم دونوں صحیح احادیث سے معلوم ہوا کہ عقیقہ سنت ثابتہ ہے اور سوم چہام دونوں صحیح احادیث سے مزید یہ بھی معلوم ہوا کہ لڑکے کی پیدائش پر عقیقہ دو بکریاں اور لڑکی کی ولادت پر ایک بکری ذبح کرنی سنت ہے۔ ہاں اعسار (مالی تنگی ترشی)، کی وجہ سے لڑکے کے عقیقہ میں ایک بکری بھی کفایت کر سکتی ہے۔

ان احادیث صحیحہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہوا کہ عقیقہ سنت ثابتہ ہے اور معلق ہے کہ حدیث صحیح کے مقابلہ میں کسی امام کا قول اور فتویٰ نہ حجت ہے نہ قابل اعتبار۔ کیونکہ حجت فقط کتاب و سنت ہیں۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ پھر اگر تم کسی بات پر جھگڑا پڑو تو اس جھگڑے کو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے جاؤ۔ (سورہ نساء ۵۹) چنانچہ یہی وجہ ہے کہ ائمہ کرام نے صاف صاف لفظوں میں اپنی تقلید کے علی الرغم حدیث پر عمل کرنے کی وصیت فرمادی ہے۔

۱۔ امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں:۔ اذا صح الحدیث فهو مذہبی۔ مرد المختار ج ۱ ص ۶۸۔ جب حدیث مل جائے تو وہ حدیث ہی میرا مذہب ہے۔

۲۔ امام مالکؒ فرماتے ہیں:۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت میں کوئی ایسا شخص نہیں جس کا قول و فتویٰ بد اور اخذ کی زد سے باہر ہو۔ حجة اللہ ج ۱ ص ۱۵۷۔

۳۔ امام شافعیؒ فرماتے ہیں:۔ جو کچھ حدیث میں ہے بس میرا وہی مذہب ہے حجة اللہ ج ۱ ص ۱۵۷۔

۴۔ امام احمد بن حنبلؒ:۔ اپنی اور دوسرے مجتہدین کی تقلید سے منع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ احکام و مسائل کتاب و سنت سے اخذ کرو۔ ایضاً۔

۵۔ شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں:۔ اگر ہمیں صحیح حدیث مل جائے جو ہمارے امام کے مذہب کے خلاف ہو اور ہم اس حدیث کو چھوڑ کر اپنے امام کے قیاس و تخمین کی پیروی پر ڈٹے ہیں۔

تو اس صورت میں نہ تو کوئی شخص ہم سے زیادہ ظالم ہوگا اور نہ قیامت کے دن رب العالمین کے سامنے ہماری کوئی معذرت قبول ہوگی۔

۴۔ امام ابن حزم فرماتے ہیں لا حجة فی قول لحد مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
 محلی ابن حزم ج ۷، ص ۳۶۶۔ ص ۳۷۵۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مقابلہ میں کسی بھی اُمتی کا قول حجت نہیں۔ ان تصریحات کا خلاصہ یہ ہے کہ صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے بڑے سے بڑا مجتہد اور امام بھی اتفاقاً دلد نہیں۔ خواہ وہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ ہوں یا کوئی اور صاحبِ خواہ ایک ہوں یا سینکڑوں۔ غریبکہ چونکہ امام ابو حنیفہ کا یہ فتویٰ احادیث صحیحہ غیر منسوخہ کے سراسر خلاف ہے لہذا حجت نہیں تعجب ہے کہ پروفیسر صاحب ایک طرف تو نبی معصوم کی احادیث صحیحہ محکمہ کا انکار کرتے ہیں اور دوسری طرف اپنے غلط نظریہ کی تقویت و ترویج میں غیر معصوم اُمتی امام ابو حنیفہ کے ایک مشکوک فتویٰ کا سہارا لینے میں عار محسوس نہیں کرتے۔

وجہ دوم۔ اس فتویٰ کے غلط ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کو ان احادیث صحیحہ کا علم نہ تھا اور نہ وہ ایک ضعیف حدیث کی بنیاد پر یہ غلط فتویٰ کبھی صادر فرماتے۔
 امام ابن حزم رحمہ اللہ علیہ اس فتویٰ کا نوٹس لیتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ولم یعرف ابو حنیفہ العقیقة لکان ماذا! لیت شعری اذ لم یعرفها ابو حنیفہ ما هذا بنکرة فطال ما لم یعرف السنن۔ محلی ابن حزم ج ۷، ص ۵۲۹۔

عقیقہ والی صحیح حدیث امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے علم میں نہ تھیں اور ان کو ان احادیث صحیحہ ثابت کا علم نہ ہونا کوئی ان ہونی بات نہیں آپ کو اور بھی بہت سی سنتوں کا علم نہ تھا۔
 امام شوکانی اس فتویٰ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ وهذا ان صح عنده حد علی انہام تبلیغہ الواسدة فی ذلک۔ نیل الاوطار ج ۵ ص ۱۵۰۔ کہ

اگر واقعی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے یہ فتویٰ صادر فرمایا تھا تو ان کا یہ فتویٰ مذکورہ احادیث صحیحہ سے بے خبری پر محمول کرنا چاہیے۔

ابوالحسنات عبداللہی حنفی لکھنوی لکھتے ہیں۔ فی الباب احادیث کثیرہ قد دل علی مشروعیتها واستحبابہا۔۔۔ بل بعضها يدل علی الوجوب۔۔۔ فلا اقل ان یكون مستجابا لمنه۔

لعلہا لم تبطل اما مناحیث قال اذا مبلغة التعليق المجمع ص ۳۸۹۔ عقیقہ کے بارے میں بکثر احادیث منقول ہیں جو اس کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں بعض تو اس کے وجوب پر دلالت

کرتی ہیں۔ وجہ نہ سہی عقیقہ کا سنت اور مستحب ہونا تو بلاشبہ ثابت ہے۔ ہمارے امام ابو حنیفہؒ کے عقیقہ کو جو مباح کہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انہیں یہ احادیث نہیں پہنچی ہوں گی۔ اور یہ قرین قیاس بھی ہے ورنہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ عقیقہ کا انکار نہ کرتے واللہ تعالیٰ اعلم۔

وجہ سوئم عقیقہ اور علماء احناف :- جہاں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد رحمۃ اللہ علیہ جیسے ائمہ مجتہدین، فقہاء، محدثین اور جمہور امت نے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے اس فتویٰ سے اختلاف کرتے ہوئے۔ عقیقہ کو سنت قرار دیا ہے۔ وہاں تمام علماء احناف نے بھی امام صاحب کے اس فتویٰ کو مسترد کر کے عقیقہ کو بعض نے سنت اور اکثر احناف نے مستحب کہا ہے۔

۱۔ علامہ بدر الدین عینی :- امام صاحب کی طرف اس فتویٰ کی نسبت کو چیلنج کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے عقیقہ کو بدعت (جہاں لفظ رسم) کہا ہے انہوں نے تو اس کے منون ہونے کا انکار کیا ہے۔ حاشیہ صحیح بخاری ج ۲ ص ۸۲۱۔

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی :- عقیقہ کو سنت قرار دیتے ہیں۔ سفر سعادت بحوالہ فتاویٰ عبدالحق ص ۳۸۸۔
۳۔ علامہ شامی حنفی کا فتویٰ :- فرماتے ہیں جن کے ہاں بچہ پیدا ہو تو اس کے لیے مستحب یہ ہے کہ طوات کے ساتویں روز بچے کے بال بنائے جائیں اور اس کا عقیقہ ذبح کیا جائے۔ جیسا کہ الجامع المجوب میں لکھا ہے۔ رد المحتار ج ۲ ص ۲۳۶۔

۴۔ علامہ عبدالحق حنفی لکھنوی کا وضاحتی بیان :- فرماتے ہیں کہ جس روایت کی بنیاد پر عقیقہ کو جاہلی رسم کہا گیا ہے وہ روایت سخت عقیقہ کی مخالف روایت

ضعیف ہے کیونکہ اس روایت کے دو راویوں مسیب بن شریک اور عقبہ بن یقظان اسناد شاگرد دونوں کو فن اور ائمہ جرح و تعدیل نے ضعیف کہا ہے۔ لہذا یہ روایت اس قابل ہرگز نہیں کہ اسکی وجہ سے عقیقہ کو جاہلی رسم کہا جائے۔ علاوہ ازیں اگر عقیقہ منسوخ ہو چکا ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کا عقیقہ نہ کرتے۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے بعد اپنی اولاد کا عقیقہ کرتے۔ جیسا کہ نافع نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اور ہشام بن عروہ کہتے ہیں کہ میرے والد عروہ بن زبیر اپنے لڑکے اور لڑکیوں کی طرف سے عقیقہ کیا کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ کہ عقیقہ کی مشروعیت اور اس کے استحباب پر متعدد احادیث صحیحہ دلالت کرتی ہیں۔ لہذا یہ ضعیف روایت ہرگز قابل اعتبار نہیں۔ التعلیق المجید ص ۲۹۱۔

مہوف ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں۔ لڑکے کے عقیقہ میں دو بکرے ذبح کرنے چاہیں تاہم استطاعت اور قدرت نہ ہونے کی صورت میں ایک پر بھی اکتفا درست ہے۔ فتاویٰ عبدالحی بن ۲۹۸

۵۔ مولانا اشفاق الرحمن کا مندرجہ ذیل جواب لکھتے ہیں۔ بدائع الصانع والی روایت سے نفس عقیقہ کا نسخ مراد نہیں بلکہ عقیقہ کے وجوب کا نسخ مراد ہے۔ کیونکہ قرآنی سلسلہ میں شروع ہو گئی تھی۔ اور حضرت حسن اور حسین کا عقیقہ سلسلہ میں ہوا تھا۔ اسی طرح حضرت ام کثرہ کعبیہ سے بھی عقیقہ کی صحیح حدیث مروی ہے اور اس بی بی نے یہ حدیث صلح حدیبیہ کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی۔ اور صلح حدیبیہ میں ہوئی تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنے آخری جگر گوشہ سیدنا ابراہیم بن محمد کا عقیقہ کرنا بھی ثابت ہے۔ اور یہ واقعہ سلسلہ کا ہے۔ لہذا اگر عقیقہ منسوخ ہو گیا ہوتا۔ جیسا کہ اس فتویٰ میں دعویٰ کیا گیا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ تین عقیقے کرنا اور ام کثرہ کعبیہ کو عقیقہ کا مسئلہ بیان کرنا ناقابل فہم بات ہے۔ کیونکہ نسخ کے لیے منسوخ سے متاخر ہونا ضروری شرط ہے۔ فافہم دلائلکم من المقامین۔ کشف المغطا حاشیہ موطا امام مالک ص ۴۹۴۔

۶۔ مولانا عزیز الرحمن دیوبندی کا فتویٰ: صحیح یہ ہے کہ مذہب حنفیہ میں عقیقہ مستحب ہے۔ جواب سوال ۱۲۹۶ عزیر الفتاویٰ المعروف فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ص ۱۶ ج ۱۔

۷۔ حکیم الامت امام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی متوفی ۱۱۷۱ھ رحمہ اللہ عقیقہ کی تحقیق کرتے ہوئے رقم طراز ہیں۔ عرب اپنی اولاد کا عقیقہ کرتے تھے۔ اور اس کو لازم اور سنت مومکہ سمجھتے تھے۔ چونکہ اس میں بہت سی مادی، مافی اور روحانی مصلحتیں کارفرما ہیں۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس رسم کو قائم رکھتے ہوئے خود بھی اس پر عمل کیا اور امت کو بھی اس پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دی۔ حجة اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۴۴۔ ان سات شہداء قوں سے معلوم ہوا کہ خود علماء احناف کے ہاں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ صحیح نہیں۔ خلاصہ بحث یہ ہے کہ عقیقہ سنت ثابت ہے کہ بکثرت احادیث صحیحہ ثابت اس پر شاید عدل میں سلف صالحین اور جمہور علماء امت قرن بعد قرن اس سنت پر عمل کرتے چلے آئے ہیں۔ لہذا امام ابوحنیفہ کی طرف منسوب ایک غلط فتویٰ کی آڑ میں اس کو جاہلی رسم قرار دے کر منسوخ ٹھہرانا نہ صرف حق و انصاف کا خون کرنا ہے بلکہ انکار حدیث کے لیے راہ بہوار کرنا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔